106513 ـ ايك بيوى كى بارى كى رات يا دن دوسرى بيوى كے پاس جانا

سوال

كيا دوسرى بيوى كى بارى كے دن خاوند پہلى بيوى كے حالات كا اطمنان كرنے جا سكتا ہے كيونكہ وہ مريض ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جس بيوى كى بارى ہو اس كے گھر سے نكل كر كسى دوسرى بيوى كے گھر جانے ميں تفصيل پائى جاتى ہے:

ا ـ اگر دن كے وقت نكلا جائے اور تقسيم رات كى ہو تو پھر ضرورت كے وقت ايسا كرنا جائز ہے، مثلا وہاں سامان وغيرہ دينا، اور اسے اخراجات دينا اور اس كى خبر گيرى كرنا اور تيمارى دارى كرناوغيرہ كيونكہ عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا كى حديث ميں بيان ہوا ہے كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم تقسيم ميں ہمارے پاس ٹھرنے ميں كسى ايك كو بھى فضيلت نہ ديتے تھے، اور روزانہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم ہم سب كے پاس آتے اور ہر ايك كے قريب ہوتے ليكن اس سے جماع نہ كرتے، حتى كہ جس عورت كى بارى ہوتى اس كے گھر پہنچ جاتے.

جب سودہ بنت زمعہ رضى اللہ تعالى كى عمر زيادہ ہو گئى اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے انہيں چھوڑنا چاہا تو انہوں نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميرى بارى عائشہ كے ليے ہے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس سے يہ قبول كر ليا "

سنن ابو داود جديث نمبر(2135) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے حسن صحيح قرار ديا ہے.

اور خاوند كے ليے جائز ہے كہ وہ جب كسى دوسرى بيوى كے پاس جائے تو جماع كے بغير استمتاع كر سكتا ہے؛ كيونكہ عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ميرى بارى كے علاوہ دوسرے دنوں ميں ميرے پاس آتے اور مجھ سے جماع كے علاوہ باقى سب كچھ حاصل كرتے "

علامہ البانى رحمہ اللہ نے ارواء الغليل (2023) ميں اسے حسن قرار ديا ہے.

خاوند کو چاہیے کہ وہ ایك بیوی کی باری والے دن دوسری بیوی کے پاس جائے تو زیادہ دیر مت ٹھرے، اوراگر وہ اس کے پاس زیادہ دیر ٹھرے گا تو باری کی قضا کرنا ہو گی.

ب ـ لیکن رات کے وقت کسی دوسری بیوی کے پاس جانا جائز نہیں صرف ضرورت کے وقت ایسا ہو سکتا ہے، مثلا بیمار ہو یا پھر درد کی شدت اور جلنے اور ڈاکے وغیرہ کا ڈر ہو تو جائے اور جلد واپس آ جائے لیکن اگر وہ زیادہ دیر رہے تو پھر باری کی قضا کرنا ہو گی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بیوی کی باری کے وقت میں اس کی سوکن کے پاس جانے کا مسئلہ: اگر تو رات کے وقت ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں لیکن ضرورت کی حالت میں جائز ہو گا مثلا بیوی موت و حیات کی کشمکش میں ہو اور خاوند اس کے پاس جانا چاہتا ہو، یا پھر بیوی نے اس کی وصیت کی ہو، یا اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اگر وہ ایسا کرے اور وہاں دیر ٹھرے بغیر واپس آ جائے تو قضا نہیں، لیکن اگر وہ وہیں رہے حتی کہ وہ تندرست ہو جائے تو دوسری بیوی کی باری میں اتنی دیر ہی رات کو اس بیوی کے پاس رہے گا.

اور اگر وہ بغیر کسی ضرورت کے جاتا ہے تو گنہگار ہو گا اور قضا میں حکم یہ ہے جیسا کہ اگر ضرورت کی بنا پر جاتا ہے تو تھوڑے سے وقت کی قضا کا کوئی فائدہ نہیں.

لیکن اگر کسی دوسری بیوی کی باری میں دن کے وقت اور بیوی کے پاس جائے تو ضرورت کی بنا پر جائز ہے، مثلا اخراجات دینے یا بیمارپرسی کرنے یا کسی کام کے متعلق دریافت کرنے، یا پھر زیادہ دیر ہو گئی ہو تو ملنے جا سکتا ہے.

اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی یہ حدیث ہے وہ بیان کرتی ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری باری کے علاوہ دن میرے پاس آیا کرتے تھے اور جماع کے علاوہ سب کچھ حاصل کرتے "

اور جب وہ باری کے علاوہ دوسری باری کے پاس جائے تو اس سے جماع مت کرے، اور نہ ہی اس کے پاس زیادہ دیر رہے کیونکہ اس سے رہنا حاصل ہوتا ہے اور وہ اس کی مستحق نہیں کیونکہ باری کسی اور کی ہے، اور اگر وہ زیادہ دیر رہے تو قضاء کریگا " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 234) اختصار کے ساتھ.

اس بنا پر اگر خاوند باری کے علاوہ کسی اور بیوی کے گھر دن کے وقت جائے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ اس

بیوی پر مطمئن ہونے کے لیے اور حالات معلوم کرنے کے لیے تو اس میں خاوند پر کوئی گناہ نہیں، لیکن اسے وہ بغیر ضرورت زیادہ نہیں ٹھرنا چاہیے.

اور اگر رات کے وقت جائے تو بغیر ضرورت ایسا کرنا جائز نہیں مثلا دوسری بیوی زیادہ شدید مریض ہو یا پھر جس کی باری ہے اس سے اجازت لے کر جائے، اور اگر وہ اس کے پاس زیادہ دیر رہے تو اسے چاہیے کہ اس کی باری میں بھی رات کو اتنا وقت دوسری بیوی کے پاس بسر کرے.

واللہ اعلم .